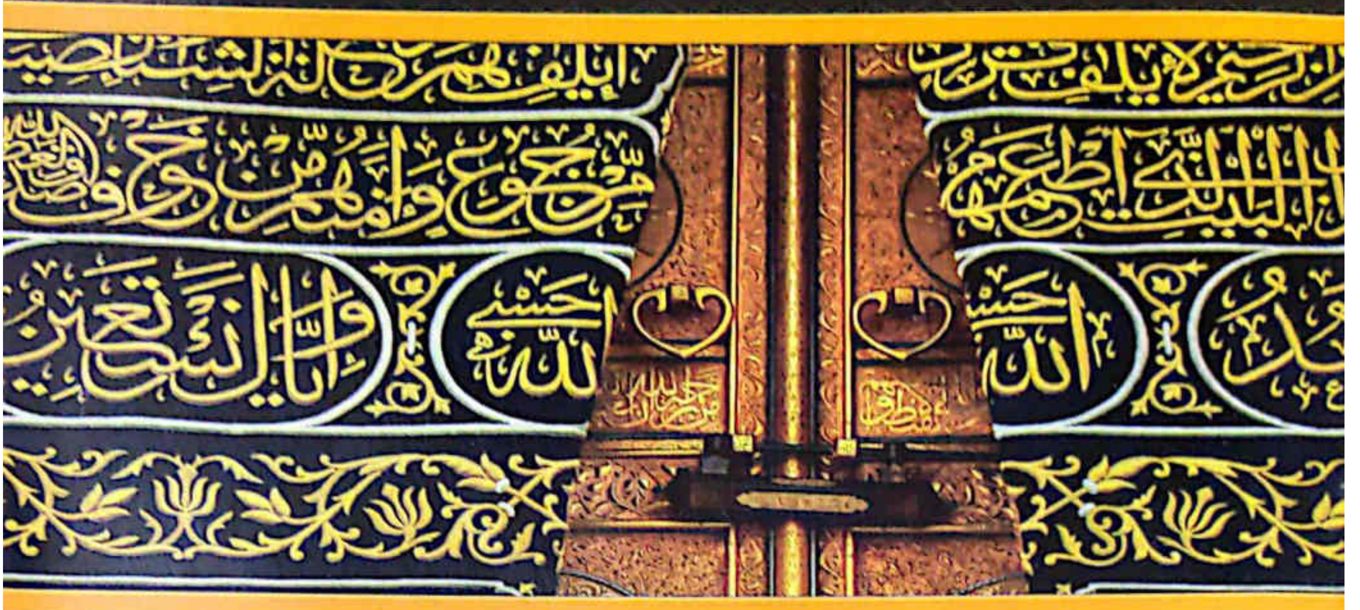


فضائلِ حج و عمرہ

مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

بن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

البشریٰ

ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (آل عمران: ۹۷)

فضائلِ حج و عمرہ

مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

البُشریٰ

ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین کی خدمت میں گذارش:

الحمد للہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کر کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً

البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

برائے خط وکتابت: 9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

کتاب کا نام	:	فضائل حج وعمرہ
مؤلف	:	حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ
قیمت برائے قارئین	:	فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔
سن اشاعت	:	۱۴۳۸ھ / ۲۰۱۷ء
ناشر	:	البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) 9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔
فون نمبر	:	(+92) 21-35121955-7
ویب سائٹ	:	www.maktaba-tul-bushra.com.pk www.albushra.org.pk
ای میل	:	info@maktaba-tul-bushra.com.pk
ملنے کا پتہ	:	البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، کراچی۔ پاکستان
موبائل نمبر	:	0321-2196170, 0334-2212230, 0302-2534504, 0314-2676577, 0346-2190910

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

فضائلِ حج وعمرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائلِ حج وعمرہ

حجِ مبرور کی فضیلت کا بیان:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج کیا اور اس نے (اس میں) نہ تو شہوت کی باتیں کیں اور نہ گناہوں کا ارتکاب کیا تو وہ (گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح اپنے گھر) لوٹا جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

تشریح: حدیثِ بالا سے ایسے حاجی کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی جو حج کے دوران شہوت کی باتوں سے اور گناہوں سے بچتا رہا ہو۔ یہ حاجی اپنے پچھلے گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو کر اپنے گھر لوٹتا ہے جیسا کہ وہ اپنے یومِ پیدائش کو تھا۔

حدیثِ بالا میں رفث اور فسق سے بچنے والے حاجی کی مذکورہ بالا فضیلت بیان فرمائی ہے، رفث عربی زبان میں جماع اور اس کے مقدمات کو کہتے ہیں جو حالتِ احرام میں ممنوع ہے اور طوافِ زیارت جب تک نہ کر لے اس وقت تک یہ ممانعت باقی رہے گی، دسویں ذی الحجہ کی رمی اور حج کی قربانی (اگر متمتّع یا قارن ہے، حجِ افراد کرنے والے کے لیے مستحب ہے) کرنے کے بعد بالوں کا حلق یا قصر کر کے احرام کی پابندیوں سے نکل جاتا ہے، سوائے جماع اور اس کے دواعی کے، اس کو فقہا اس طرح تعبیر فرماتے ہیں: حل لـه كل شيء إلا

[1] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم الحديث: ١٥٢١، وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة، رقم الحديث: ١٣٠٥

النساء. جب اپنی بیوی سے شہوت کی باتیں کرنا بھی طوافِ زیارت سے پہلے ممنوع ہے تو کسی غیر سے شہوت کی باتیں کرنا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ لہٰذا حاجی کو اپنی نظر کی خاص حفاظت کرنی چاہیے کہ کسی غیر محرم عورت پر یا امرد لڑکے پر نہ پڑے اور اگر غیر اختیاری طور پر نظر پڑ جائے تو فوراً پھیر لے، تاکہ حج میں خلل واقع نہ ہو۔ اور فسق کے معنی ہیں: استقامت سے نکل جانا، یعنی اللہ تعالیٰ کی طاعت سے نکل کر گناہوں میں مبتلا ہو جانا، قرآن پاک میں ان دونوں سے بچنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ ایک اور کام سے بچنے کی بھی تاکید فرمائی ہے اور وہ لڑائی جھگڑا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿الْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ﴾[1]

یعنی حج کا وقت چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں، سو جس شخص نے ان میں حج کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ فسوق ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا ہے۔

سفرِ حج میں اوّل سے اخیر تک ایسے مواقع پیش آتے ہیں جہاں رفقائے سفر سے اور حجاج سے لڑنے کی صورتِ حال پیش آتی ہے، کہیں جگہ کی تنگی کی وجہ سے، کہیں پانی لینے کی بھیڑ میں اور کہیں رمی کی بھیڑ میں وغیرہ، ایسے تمام حالات میں اپنے نفس پر قابو رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ شیطان لعین مؤمن کے اعمال ضائع کرنے کی کوشش میں رہتا ہے اور لڑائی جھگڑے اور ایسے اعمال پر ابھارتا رہتا ہے کہ جن سے اعمال کا ثواب جاتا رہے، **أعاذنا الله من ذلك.** لہٰذا مؤمن بندہ کو متنبہ رہنا چاہیے۔

فائدہ: حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حاجی کے چھوٹے بڑے دونوں قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حقوق العباد کی بھی معافی ہو جاتی ہے۔ علامہ مناوی، علامہ قرطبی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب بھی یہی نقل کیا ہے، لیکن امام الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیل ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ معافی ایسے حقوق کے بارے میں ہے کہ ظالم نے توبہ کر لی ہو

[1] البقرة: ۱۹۷

اور حقوق کی ادائیگی کرنے سے قاصر ہو، یعنی ایسا حاجی جس کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہیں اور وہ ان کی ادائیگی کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اس کی معافی حقوق العباد کے بارے میں نہ ہوگی، بلکہ اس کو حقوق العباد ادا کرنا لازمی ہے۔ بعض حجاج حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر رہنے کی وجہ سے حقوق العباد ادا نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے حج کرنے کی وجہ سے حقوق العباد بھی معاف ہوگئے ایسا سمجھنا غلط ہے، حقوق العباد کا مسئلہ بہت نازک ہے، ان کی ادائیگی کی فکر کرنا بے حد ضروری ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تو حدیث میں وارد ہونے والی فضیلت کا مصداق حقوق اللہ فرمایا ہے اور حقوق اللہ کے بارے میں بھی یہ تفصیل ہے کہ جس نے حقوق اللہ ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے تو یہ کوتاہی تو معاف ہو جائے گی، لیکن فی نفسہٖ وہ حق ساقط نہ ہوگا، مثلاً: کسی کے ذمہ ایک سال کی نمازیں ہیں یا ایک رمضان کے روزے ہیں یا کئی سال سے زکوۃ ادا نہیں کی تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ جتنی نمازیں قضا ہیں ان کو پڑھے اور قضا روزے رکھے، جتنے سال کی زکوۃ دینی باقی ہے ان کی ادائیگی کرے۔ البتہ حجِ مبرور کی برکت سے ان کو دیر سے ادا کرنے کا گناہ ساقط ہو جائے گا، اگر اس کے بعد پھر نمازوں میں یا دیگر فرائض و واجبات میں تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

اس کو علامہ مناوی نے مندرجہ ذیل عبارت میں بیان کیا ہے، لکھتے ہیں:

ولا يسقط الحق نفسه، بل من عليه صلاة يسقط عنه إثم تأخيرها لا نفسها، فلو أخرها بعده تجدد إثم آخر.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.[1]

في الحديثين فضيلة عظيمة لمن رزق الحج المبرور. رزقني الله وإياكم الحج المبرور، فإنه ليس له جزاء إلا الجنة. وفي حديث

[1] صحيح البخاري، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، رقم الحديث: ١٧٧٣، وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة، رقم الحديث: ١٣٤٩

جابر رضي الله عنه عند الطبراني: قِيلَ: وَمَا بِرُّهُ؟ قَالَ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِيبُ الْكَلَامِ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ کرنے کے بعد آئندہ عمرہ کرنے تک درمیان میں جو گناہ ہو جائیں یہ دونوں عمرے ان کا کفارہ ہو جاتے ہیں اور حجِ مقبول کا بدلہ تو سوائے جنّت کے کچھ نہیں۔

تشریح: حدیثِ بالا سے عمرہ و حج کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حجِ مبرور نصیب فرمائے، کیوں کہ حجِ مبرور کی جزا تو جنّت ہی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ حجِ مبرور کیسے بنے گا؟ اس کے جواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانے سے اور اچھی باتیں کرنے سے۔[2]

لہٰذا حاجی کو چاہیے کہ دورانِ حج اپنی زبان کی خصوصی حفاظت کرے اور اپنے رفقائے حج سے اور دیگر حضرات سے میٹھی میٹھی باتیں کرے، اچھے انداز میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتا رہے، اور حسبِ استطاعت حجاجِ کرام کو کھانا کھلائے، پانی پلائے، سب سے اچھے اخلاق سے پیش آئے، تاکہ اس کا حج، مبرور بن جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ.[3]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ (اس کے جواب میں) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر سوال کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے

---

[1] مجمع الزوائد: ۳/۲۰۷، قال الهيثمي: إسناده حسن. وأخرجه ابن خزيمة أيضًا في صحيحه، رقم الحديث: ۳۰۷۲ [2] ابنِ خزیمہ

[3] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم الحديث: ۱۵۱۹، وصحيح مسلم، باب بيان كون الإيمان بالله أفضل الأعمال، رقم الحديث: ۱۳۵

راستہ میں جہاد کرنا، پھر سوال کیا گیا کہ پھر کون سا عمل؟ فرمایا: حجِ مبرور۔

حج پچھلے گناہوں کو گرا دیتا ہے:

عَنِ ابْنِ شَمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ ﷛ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ. فَبَكَى طَوِيْلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُوْلُ: يَا أَبَتَاهُ، أَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ قَالَ: فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ، فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْأُبَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ. قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي. قَالَ: مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟ قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ. قَالَ: تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟ قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي. قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ. رواه ابن خزيمة وهو في مسلم أطول منه.[1]

ترجمہ: ابنِ شماسہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اس حال میں کہ وہ سیاقِ موت میں تھے اور بہت زیادہ رو رہے تھے اور انھوں نے کہا کہ جب اللہ (تعالیٰ) نے میرے دل میں اسلام داخل فرما دیا تو میں نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنا داہنا ہاتھ (مبارک) پھیلایئے، تاکہ میں آپ سے بیعت کرلوں، پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھا دیا تو میں نے اپنا ہاتھ

[1] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٥١٥، وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله، ١١٢/١، رقم الحديث: ١٢١

سمیٹ لیا، اس پر آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میری مغفرت کر دی جائے۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرو! کیا تم نہیں جانتے اسلام ختم کر دیتا ہے ان گناہوں کو جو اسلام لانے سے پہلے کیے ہوتے ہیں اور ہجرت ختم کر دیتی ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے کیے ہوتے ہیں اور حج ختم کر دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے کیے ہوتے ہیں۔

حج وعمرہ تمام اعمال سے افضل ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ ﷻ، وَأَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ. قَالَ: فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْإِيْمَانُ، قَالَ: وَمَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، قَالَ: فَأَيُّ الْإِيْمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْهِجْرَةُ. قَالَ: فَمَا الْهِجْرَةُ؟ قَالَ: تَهْجُرُ السُّوْءَ، قَالَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْجِهَادُ. قَالَ: وَمَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيْتَهُمْ. قَالَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيْقَ دَمُهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا: حَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ. رواه أحمد بإسناد، رجاله رجال الصحيح.[1]

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: (اسلام یہ ہے) کہ تمہارا دل اللہ کے لیے جھک جائے اور یہ کہ تمہاری زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ پوچھا: کون سا اسلام افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ایمان۔

[1] مسند أحمد: ٤٣٤٢/٤، ومجمع الزوائد: ٥٩/١، قال المنذري في "الترغيب": ١١٠/٢، وقال: إسناد صحيح، ورواته محتج بهم في الصحيح.

دریافت کیا: ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: (ایمان یہ ہے کہ) اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر یقین رکھو۔ دریافت کیا: کون سا ایمان افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ہجرت۔ دریافت کیا: ہجرت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: برائی کو چھوڑ دینا۔ دریافت کیا: پھر کون سی ہجرت افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جہاد، دریافت کیا: جہاد کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جب کفار سے مڈبھیڑ ہو تو ان سے مقابلہ کرنا۔ دریافت کیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جس میں گھوڑے کے پیر کاٹ دیے جائیں اور خون بہا دیا جائے۔ (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ) ارشاد فرمایا: پھر دو عمل ایسے ہیں جو سارے اعمال سے افضل ہیں سوائے اس کے جو ان جیسے عمل کرے: مقبول حج یا مقبول عمرہ۔

یکے بعد دیگرے حج وعمرہ کرنے سے گناہوں کی معافی اور تنگدستی سے خلاصی حاصل ہونے کا بیان:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ؛ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. رواه الترمذي وابن خزيمة وابن حبان، قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح غريب.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یکے بعد دیگرے حج وعمرہ کیا کرو، کیوں کہ وہ دونوں یقیناً تنگدستی اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں جیسا کہ آگ کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے زنگ اور میل کچیل کو دُور کر دیتی ہے اور مقبول حج کا ثواب جنّت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تشریح: حدیثِ بالا سے یکے بعد دیگرے حج وعمرہ کرنے کے فوائد معلوم ہوئے کہ گناہوں کا

[1] سنن الترمذي، كتاب الحج، باب ما جاء في ثواب الحج والعمرة، رقم الحديث: ۸۱۰، وصحيح ابن خزيمة: ۱۳۰/٤، والإحسان: ۳/٦

کفارہ بھی ہو جاتا ہے اور فقر بھی جاتا رہتا ہے۔ تتابع کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ یکے بعد دیگرے حج وعمرہ کیا جائے، درمیان میں فصل یعنی وقفہ نہ ہو اور اگر دونوں کے درمیان فصل ہو جائے اور کچھ وقت گزر جائے تو بھی یہ فضیلت ان شاء اللہ حاصل ہو جائے گی، جیسا کہ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ ''جامع صغیر'' کی شرح ''فیض القدیر'' میں لکھتے ہیں، واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم.

حدیث شریف میں گناہوں اور فقر کو زائل کرنے اور ختم کرنے کے لیے حج وعمرہ کے عمل کو بتایا ہے کہ یکے بعد دیگرے کیے جائیں اور اس کو ایک عجیب مثال دے کر واضح طور پر سمجھایا ہے کہ جیسا کہ آگ سونا چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اسی طرح حج وعمرہ کی متابعت گناہوں کو اور تنگدستی کو دور کر دیتی ہے، اور اس سے یہ بھی اشارہ ہو رہا ہے کہ انسان کے اندر ایسی خواہشاتِ نفسانیہ ہیں کہ ان کی وجہ سے انسان گناہوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے، لہٰذا ان کے ازالہ کے لیے اعمالِ صالحہ کے اہتمام کی ضرورت ہے، اور حج ایسا جامع عمل ہے کہ اس میں بہت سے اعمال پائے جاتے ہیں جن سے نفس کی رگڑائی ہوتی ہے اور تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے، اس میں جان و مال دونوں خرچ ہوتے ہیں، گھربار بھی چھوڑنا پڑتا ہے، دوست واحباب سے بھی دوری ہو جاتی ہے، ہجوم کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، بھوک وپیاس بھی برداشت کرنی پڑتی ہے، غرض یہ کہ بہت زیادہ نفس کو ٹھیس لگتی ہے جس کی وجہ سے گناہوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اور حاجی پاک صاف ہو کر اپنے گھر واپس لوٹتا ہے۔

حاجی کے لیے ہر قدم پر ثواب:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا تَرْفَعُ إِبِلُ الْحَاجِّ رِجْلًا وَلَا تَضَعُ يَدًا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ بِهَا حَسَنَةً أَوْ مَحَا عَنْهُ سَيِّئَةً أَوْ رَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً. رواه البيهقي في شعب الإيمان.[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاجی کا

[1] شعب الإيمان، رقم الحديث: ٤١١٦

اونٹ (یعنی سواری کا جانور) جو بھی قدم اٹھاتا ہے اور جو بھی قدم رکھتا ہے (ہر ایک کے بدلے) اللہ تعالیٰ اس حاجی کے لیے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں یا اس کا ایک گناہ معاف فرما دیتے ہیں، یا اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں۔

فائدہ: حدیث شریف سے یہ مستنبط ہو رہا ہے کہ حاجی جتنی دور سے حج کے لیے آئے گا اتنا ہی زیادہ اجر وثواب پائے گا اور زیادہ سے زیادہ گناہوں کا کفارہ ہوگا اور خوب درجات بلند ہوں گے، لہٰذا دور دراز سے آنے والے حجاج کرام کو اس حدیث کو بار بار پڑھنا چاہیے کہ فضیلت کا علم رہے اور اعمالِ حج خوب ذوق وشوق سے اور اللہ تعالیٰ کی محبّتِ کاملہ کے ساتھ ادا ہوں، وباللّٰه التوفيق.

حاجی کی اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے مغفرت کردی جاتی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. رواه البزار وابن خزيمة والحاكم إلا أنهما قالا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. قال الحاكم: صحيح على شرط مسلم. ووافقه الذهبي.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حاجی کی اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے مغفرت کردی جاتی ہے۔ یہ بزار کی روایت ہے، ابنِ خزیمہ اور حاکم کی روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! حاجی کی اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے مغفرت فرما دیجیے۔

تشریح: حدیثِ بالا سے حاجی کی مغفرت ہوجانے کا معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حاجی جس کے لیے استغفار کرے اس کو بھی اللہ رب العالمین بخش دیتے ہیں، لہٰذا حجاج کرام سے دعا کی خصوصی درخواست کرنی چاہیے اور یہ ان سے عرض کرنا چاہیے کہ اثنائے حج ہمارے لیے

[1] كشف الأستار، رقم الحديث: ١١٥٥، صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٥١٦، والمستدرك للحاكم: ٤٤١/١

دعائے مغفرت کر دیجیے گا، اور حجاج کرام کو بھی چاہیے کہ دل کھول کر اور گڑگڑا کر آہ وزاری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جو کہ ارحم الراحمین ہیں خوب دعا کرے، اپنے لیے بھی اور اپنے والدین اور بیوی بچے اساتذہ ومشائخ، عزیز واقارب، دوست واحباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے مغفرت کی دعا کرے اور عافیتِ دارین مانگے۔

ایک حدیث میں ہے کہ **مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ حَسَنَةً.** یعنی جس نے مؤمن بندوں اور مؤمن بندیوں کے لیے استغفار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مؤمن کے بدلے ایک نیکی لکھ دیں گے۔

کتنی عظیم فضیلت ہے، لہٰذا حجاج کرام کو ان الفاظ میں دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ! ہماری اور ہم سے پہلے جو مسلمان گزر گئے ان کی، اور اس وقت پورے عالم میں جتنے مسلمان ہیں ان کی، اور جو مسلمان قیامت تک آنے والے ہیں ان سب کی مغفرت فرما دیجیے، ایسی دعا کرنے سے دعا گو کے نامہ اعمال میں اتنی نیکیاں لکھ دی جائیں گی جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، **وللہ الحمد.**

فائدہ: دعا کے آداب میں سے ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے، پھر درود شریف پڑھے، پھر اپنے لیے دعا کرے، پھر دوسروں کے لیے مانگے۔ اور دعا میں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں نہ کہ اپنے چہرے کی طرف، اور جب دعا ختم کرے تو بھی درود شریف اور حمد باری تعالیٰ پر ختم کرے۔

حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد ہیں اور ان کی دعا قبول کی جاتی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ **عَنِ النَّبِيِّ** صلی اللہ علیہ وسلم **قَالَ: الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ، إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ.** رواه النسائي وابن ماجه وابن خزيمة وابن حبان.[1]

[1] سنن النسائي، كتاب الحج، باب فضل الحج: ۵/۱۱۳، وسنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل دعاء الحاج، رقم الحديث: ۲۸۹۲، وصحيح ابن خزيمة: ۴/۱۳۲، =

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد ہیں، اگر وہ دعا کریں تو اللہ قبول فرمائے، استغفار کریں تو ان کی مغفرت فرمادے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ، دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُ. رواه البزار ورجاله ثقات.[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجاج اور عمار (عمرہ کرنے والے) اللہ کے وفد ہیں، اللہ نے انھیں بلایا سو یہ لوگ حاضر ہو گئے اور انھوں نے اللہ سے سوال کیا سو اللہ نے ان کو عطا فرمادیا۔

فائدہ: احادیثِ بالا سے حاجی اور عمرہ کرنے والے کی فضیلت معلوم ہوئی اور ان کی قبولیتِ دعا کا علم ہوا، لہٰذا حجاج کرام سے دعا کی درخواست بڑی خصوصیّت سے کرنی چاہیے۔ اور اس طرح کوئی عمرہ کے لیے جا رہا ہو تو اس سے بھی دعا کی درخواست کرے، ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عمرہ کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے چھوٹے سے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک رکھنا اور بھولنا نہیں۔[2]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اکابر کو اصاغر سے یعنی اپنے چھوٹوں سے دعا کی درخواست کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لہٰذا حج وعمرہ کے عازمین سے دعا کی التجا کا اہتمام ہونا چاہیے اور حجاج کرام اور معتمرین حضرات کو اپنے لیے اور اپنے جملہ متعلّقین بلکہ پوری امتِ اسلامیہ کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

مکّہ مکرمہ سے پیدل حج کرنے کی فضیلت:

عَنْ زَاذَانَ قَالَ: مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَدَعَا وَلَدَهُ فَجَمَعَهُمْ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَا شِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ،

=وموارد الظمآن، رقم الحديث: ٩٦٥، وهو حديث لا يقل عن درجة الحسن نظرًا إلى شواهده.

[1] كشف الأستار عن زوائد البزار: ٣٩/٢، رقم الحديث: ١١٥٣ [2] ابوداود، ترمذی

كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ، قِيْلَ: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ قَالَ: بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ.
رواه الحاكم وقال: صحيح الإسناد. وسكت عليه الذهبي، ورواه أيضًا ابن خزيمة، وقال: إن صح الخبر فإن في القلب من عيسى بن سوادة هذا.[۱]

ترجمہ: زاذان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما شدید بیمار ہوگئے، پس انھوں نے اپنی اولاد کو بلایا اور ان سب کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو مکّہ سے پیدل حج کرے یہاں تک کہ مکّہ واپس لوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھتے ہیں، ہر نیکی حرم کی نیکیوں کے برابر ہے۔ کہا گیا: حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ فرمایا: ہر ایک نیکی کے بدلہ ایک لاکھ نیکی ہے۔

حج وعمرہ عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے لیے بہ منزلۂ جہاد کے ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْأَةِ: اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ. رواه النسائي بإسناد حسن.[۲]
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا: حَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھے کا، بچے کا، کمزور کا اور عورت کا جہاد حج وعمرہ ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: لَا، لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.[۳]

ترجمہ: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم جہاد کو

---

[۱] المستدرك: ٤٦١/١، وصحيح ابن خزيمة: ٣٤٤/٤، رقم الحديث: ٢٧٩١

[۲] سنن النسائي: ١١٤/٦، وتقدم في حديث عمرو بن عبسة، انظر: ص٩، ١٠

[۳] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم الحديث: ١٥٢٠

سب سے افضل سمجھتے ہیں، پس کیا ہم جہاد نہ کریں؟ ارشاد فرمایا: نہیں! تمہارے لیے افضل جہاد حجِ مبرور ہے۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جہاد فی سبیل اللہ کے جو فضائل سنے ہوئے تھے ان کی وجہ سے ان کے اندر جہاد کا داعیہ پیدا ہوا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں قرآن پاک میں سب سے افضل عمل جہاد کو پاتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب جہاد کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا: نہیں! تمہارے لیے افضل عمل حجِ مبرور ہے، یعنی خواتین کے لیے حج کرنا افضل جہاد ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ حج کو جہاد اس لیے فرمایا کہ نفس کو بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

رمضان شریف میں عمرہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ -يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ-: مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُونِي حَجَجْتِ مَعَنَا؟ قَالَتْ: نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلَانٍ -زَوْجِهَا- حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا، وَكَانَ الْآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلَامُنَا. قَالَ: فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي. رواه البخاري ومسلم.[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے فرمایا جن کو اُمِّ سنان کہا جاتا تھا: تمھیں کس چیز نے منع کیا کہ تم ہمارے ساتھ حج کر لیتی؟ انھوں نے عرض کیا کہ فلاں کے باپ کے پاس دو اونٹ تھے (فلاں سے مراد ان کا اشارہ اپنے شوہر کی طرف تھا) ایک اونٹ پر اس نے اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور دوسرے اونٹ پر ہمارا غلام پانی لاتا تھا۔ (ان کا یہ عذر سن کر) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کی طرح ہے یا میرے ساتھ کرنے کی طرح ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب العمرة، باب عمرة في رمضان، رقم الحديث: ١٧٨٢، وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل العمرة في رمضان، رقم الحديث: ١٢٥٦، "ناضح" البعير الذي يستقي عليه.

وَعَنْ أَبِي طَلِيقٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: فَمَا يَعْدِلُ الْحَجَّ مَعَكَ؟ قَالَ: عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ. رواه البزار والطبراني ورجال البزار رجال الصحيح.[1]

ترجمہ: حضرت ابوطلیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: سوکون سا ایسا عمل ہے جو آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہو؟ فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: حَجَّ أَبُو طَلْحَةَ وَابْنُهُ وَتَرَكَانِي. فَقَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مَعِي. رواه ابن حبان.[2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُمِّ سلیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ابوطلحہ اور ان کے بیٹے نے حج کرلیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اے اُمِّ سلیم! رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْحَجَّ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لِزَوْجِهَا: أَحِجَّنِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَمَلِكَ، فَقَالَ: مَا عِنْدِي مَا أُحِجُّكِ عَلَيْهِ، قَالَتْ: أَحِجَّنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ، قَالَ: ذَاكَ حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عزوجل، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ، وَإِنَّهَا سَأَلَتْنِي الْحَجَّ مَعَكَ، قَالَتْ: أَحِجَّنِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدِي مَا أُحِجُّكِ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: أَحِجَّنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ، فَقُلْتُ: ذَاكَ حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. فَقَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَحْجَجْتَهَا عَلَيْهِ كَانَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ: وَإِنَّهَا أَمَرَتْنِي أَنْ أَسْأَلَكَ مَا يَعْدِلُ حَجَّةً مَعَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَقْرِئْهَا السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ، وَأَخْبِرْهَا أَنَّهَا تَعْدِلُ حَجَّةً مَعِي، يَعْنِي عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ. رواه أبو داود.[3]

[1] مجمع الزوائد: ٢٨٠/٣ [2] صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ٣٦٩١ [3] سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب العمرة، رقم الحديث: ١٩٩٠، وهو حديث صحيح لشواهده.

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے کا ارادہ فرمایا، تو ایک صحابی خاتون نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے اونٹ پر حج کرادو تو ان کے خاوند نے جواب دیا کہ میرے پاس ایسی کوئی سواری کا انتظام نہیں ہے کہ جس پر میں تمھیں حج کرادوں۔ خاتون نے کہا کہ اپنے فلاں اونٹ پر مجھے حج کرادو۔ خاوند نے کہا: اس کو تو میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر چکا ہوں (یہ خاتون مجبوراً رہ گئیں حج کو نہ جاسکی، بعد میں ان کے خاوند نے) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی نے آپ کو السلام علیکم ورحمة اللّٰه کہلوایا ہے، اور اس نے مجھ سے آپ کے ساتھ حج کرنے کی طلب ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرادو، تو میں نے جواب دیا کہ میرے پاس ایسی سواری کا انتظام نہیں ہے جس پر میں تمھیں حج کرادوں، تو اُس نے کہا تھا کہ تم اپنے فلانے اونٹ پر حج کرادو، اس کے جواب میں، میں نے اس کو یہ بتلایا تھا کہ وہ تو میں اللہ کے راستہ میں وقف کر چکا ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس کو اس پر حج کرا دیتے تو یہ بھی اللہ کے راستہ میں تھا، (پھر) انھوں نے کہا کہ میری بیوی نے مجھ سے یہ گزارش کی ہے کہ میں آپ سے معلوم کروں کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر کون سا عمل ہوسکتا ہے۔ اس کے جواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرا السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته کہنا اور بتادینا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

تشریح: احادیثِ بالا سے رمضان شریف میں عمرہ کرنے کی خاص فضیلت معلوم ہوئی کہ اس کا ثواب سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے، اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ اس کے حاصل کرنے کے لیے جتنا بھی مال خرچ کیا جائے اور جتنی بھی جدوجہد کی جائے کم ہے، اور جن لوگوں کو اب تک رمضان کا عمرہ نصیب نہیں ہوا ان کو بارگاہِ الٰہی میں خوب آہ وزاری کرنی چاہیے اور خوب رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے کہ اس عظیم فضیلت سے سرفراز فرمادے۔

تنبیہ: علمانے لکھا ہے کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس عمرہ سے حجِ فرض ادا ہوجائے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ عمرہ اجر وثواب کے اعتبار سے سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے مساوی ہے۔ لہٰذا جس پر حج فرض ہے اس کا رمضان میں عمرہ کرنا حجِ فرض

کو ساقط نہیں کرے گا، اس کو حج کرنا ہی ہوگا۔

حاجی کے لیے اعمالِ حج ادا کرنے کی فضیلت کا بیان:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَنْصَارِيٌّ وَالْآخَرُ ثَقَفِيٌّ، فَابْتَدَرَ الْمَسْأَلَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَخَا ثَقِيفٍ، إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَدْ سَبَقَكَ بِالْمَسْأَلَةِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ:-في رواية ابن حبان: فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: إِنَّهُ رَجُلٌ غَرِيْبٌ وَإِنَّ لِلْغَرِيْبِ حَقًّا فَابْدَأْ بِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَى الثَّقَفِيِّ فَقَالَ ..... (انظر موارد الظمآن، رقم الحديث: ٩٦٣- يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَبْدَأُ بِهِ، فَقَالَ: سَلْ عَنْ حَاجَتِكَ وَإِنْ شِئْتَ أَنْبَأْنَاكَ بِالَّذِي جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْهُ، قَالَ: فَذَاكَ أَعْجَبُ إِلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَإِنْ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْ صَلَاتِكَ بِاللَّيْلِ وَعَنْ رُكُوْعِكَ وَعَنْ سُجُوْدِكَ وَعَنْ صِيَامِكَ وَعَنْ غُسْلِكَ مِنَ الْجَنَابَةِ. فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّ ذٰلِكَ الَّذِي جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْهُ، قَالَ: أَمَّا صَلَاتُكَ بِاللَّيْلِ فَصَلِّ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَآخِرَ اللَّيْلِ وَنَمْ وَسَطَهُ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنْ صَلَّيْتُ وَسَطَهُ؟ قَالَ: فَأَنْتَ إِذًا إِذًا. قَالَ: وَأَمَّا رُكُوْعُكَ فَإِذَا أَرَدْتَّ فَاجْعَلْ كَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَافْرِجْ بَيْنَ أَصَابِعِكَ ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَانْتَصِبْ قَائِمًا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَكَانِهِ، فَإِذَا سَجَدْتَّ فَأَمْكِنْ جَبْهَتَكَ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَنْقُرْ، وَأَمَّا صِيَامُكَ فَصُمِ اللَّيَالِيَ الْبِيْضَ يَوْمَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَيَوْمَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ وَيَوْمَ خَمْسَةَ عَشَرَ.

ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ: يَا أَخَا الْأَنْصَارِ، اِسْأَلْ عَنْ حَاجَتِكَ وَإِنْ شِئْتَ أَنْبَأْنَاكَ بِالَّذِي جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْهُ، فَقَالَ: فَذَاكَ أَعْجَبُ إِلَيَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَإِنَّكَ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْ خُرُوْجِكَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ، وَتَقُوْلُ: مَاذَا لِي فِيْهِ؟ وَعَنْ وُقُوْفِكَ بِعَرَفَاتٍ، وَتَقُوْلُ:

مَـاذَا لِـي فِيْهِ؟ وَعَنْ حَلْقِكَ رَأْسَكَ، وَتَقُوْلُ: مَاذَا لِي فِيْهِ؟ وَعَنْ طَوَافِكَ بِـالْبَيْـتِ، تَـقُـوْلُ: مَـاذَا لِي فِيْهِ؟ وَعَنْ رَمْيِكَ الْجِمَارَ ، وَتَقُوْلُ: مَاذَا لِي فِيْـهِ؟ قَـالَ: إِي وَالَّـذِي بَـعَثَكَ بِـالْـحَقِّ، إِنَّ هَذَا الَّذِي جِئْتُ أَسْأَلُ عَنْهُ. قَـالَ: أَمَّـا خُـرُوْجُكَ مِـنْ بَيْتِكَ تَـؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ، قَالَ: فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ مَوْطَـأَةٍ تَطَأُهَا رَاحِلَتُكَ أَنْ تُكْتَبَ لَكَ حَسَنَةٌ وَتُمْحَى عَنْكَ سَيِّئَةٌ، وَإِذَا وَقَـفْـتَ بِعَـرَفَـاتٍ فَـإِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ لِلْمَلَائِكَةِ: هَـؤُلَاءِ عِبَـادِي جَاؤُوْنِي شُعْثًا غُبْرًا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ، يَرْجُوْنَ رَحْمَتِي وَيَـخَافُوْنَ عَذَابِي وَهُمْ لَمْ يَرَوْنِ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ فَلَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ رَمْلِ عَالِجٍ ذُنُوْبًا أَوْ قَطْرِ السَّمَاءِ أَوْ عَدَدِ أَيَّامِ الدُّنْيَا غَسَلَهَا عَنْكَ.
وَأَمَّـا رَمْيُكَ الْـجِـمَـارَ فَـإِنَّ ذَلِكَ مَـدْخُـوْرٌ لَكَ عِـنْدَ رَبِّكَ، فَإِذَا حَلَقْتَ رَأْسَكَ فَـإِنَّ لَكَ بِـكُـلِّ شَـعْـرَةٍ تَسْقُطُ مِنْ رَأْسِكَ أَنْ تُكْتَبَ لَكَ حَسَنَةٌ وَتُـمْـحَـى عَـنْكَ سَيِّـئَةٌ، فَـإِذَا طُـفْتَ بِالْبَيْتِ خَرَجْتَ مِنْ ذُنُوْبِكَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا شَيْءٌ. رواه البزار والطبراني في "الكبير" والبيهقي في "الدلائل" واللفظ له وقال: وله شاهد بإسناد حسن.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، پس ان کے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی تھا، پس انصاری نے مسئلہ پوچھنے میں جلدی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثقفی بھائی! بے شک انصاری مسئلہ پوچھنے میں تم سے سبقت لے گیا، تو انصاری نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ان کو شروع کرنے کا موقع دیتا ہوں، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی ضرورت کے بارے میں سوال کرو اور اگر تم چاہو کہ میں تمھیں وہ بتا دوں جس کے بارے میں تم سوال کرنے آئے ہو، تو ان صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس سے اچھی میرے لیے اور کیا بات ہوگی،

---

[1] مجمع الزوائد: ٢٧٤/٣، قال الهيثمي: رجال "البزار" موثقون، ودلائل النبوة للبيهقي: ٢٩٣/٦، ٢٩٤، واللفظ له.

اس پر آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم اپنی رات کی نماز کے بارے میں، اپنے رکوع، اپنے سجدہ اور اپنے روزوں کے بارے میں اور اپنے غسلِ جنابت کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے آئے ہو؟ پس ان صحابی نے کہا: اس ذات (پاک) کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، بے شک میں اسی کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں، آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری رات کی نماز اس طرح ہونی چاہیے کہ رات کے ابتدائی حصّہ میں اور آخری حصّہ میں پڑھو اور اس کے درمیان میں سو جاؤ، تو انھوں نے عرض کیا کہ اگر میں رات کے درمیانی حصّہ میں نماز پڑھا کروں تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آں حضرت ﷺ نے فرمایا: [تو اس وقت بھی پڑھ سکتے ہو۔]

اس کے بعد آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ (اب) تمہارے رکوع کے بارے میں بتاتا ہوں کہ جب تم (رکوع کا) ارادہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ دو اور اپنی انگلیوں کو کھول دو، پھر اپنا سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ ہر ہڈی (یعنی ہر جوڑ) اپنی جگہ لوٹ آئے، سو تم جب سجدہ کرو تو اپنی پیشانی کو زمین پر اچھی طرح ٹکا دو اور (مرغے کی طرح) ٹھونک نہ مارو، اور تمہارا روزہ رکھنا اس طرح ہونا چاہیے کہ روشن راتوں (والے دونوں یعنی ایامِ بیض) کے روزے رکھو، یعنی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں (تاریخوں کے) دن کا۔

پھر انصاری صحابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے انصاری بھائی! اپنی حاجت کے بارے میں سوال کرو اور اگر تم چاہو تو میں تمھیں اس بات سے آگاہ کر دوں جس کے بارے میں تم دریافت کرنے آئے ہو، تو ان انصاری صحابی نے عرض کیا کہ اس بات سے پسندیدہ میرے لیے اور کیا بات ہوگی، آں حضرت ﷺ نے فرمایا: تم معلوم کرنے آئے ہو کہ جب تم بیت اللہ کا قصد کر کے اپنے گھر سے نکلتے ہو تو تمھیں کیا ثواب ملتا ہے؟ اور تمھیں عرفات میں وقوف کرنے پر کیا ثواب ملتا ہے؟ اور تمھیں اپنا سر منڈوانے پر کیا ثواب ملتا ہے؟ اور تمھیں بیت اللہ کا طواف کرنے پر کیا ثواب ملتا ہے؟ اور تمھیں جمرات کو کنکریاں مارنے کا کیا ثواب ملتا ہے؟ ان انصاری صحابی نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات (پاک) کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ (یعنی نبی بنا کر) بھیجا ہے، میں ان ہی باتوں کے بارے میں سوال کرنے آیا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری سواری (یعنی اونٹنی) جو ایک قدم رکھتی ہے تو تمہارے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور تمہارا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، اور جب تم عرفات میں وقوف کرتے ہو تو اللہ (تعالیٰ) آسمانِ دنیا پر تشریف لے آتے ہیں اور ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے دور دراز راستوں سے پراگندہ بال آئے ہیں، میری رحمت کی امید کیے ہوئے ہیں اور میرے عذاب سے خوف زدہ ہیں، حال آں کہ انھوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے، پس اگر یہ لوگ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ تو (اے سائل!) اگر تیرے گناہ جمع کی ہوئی ریت (ذرات) کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا ایامِ دنیا کے برابر ہوں تب بھی (اللہ تعالیٰ) ان کو دھو دے گا (یعنی معاف فرما دے گا)، اور تمہارا جمرات کو کنکریاں مارنے کا ثواب تمہارے رب کے پاس ذخیرہ کے طور پر محفوظ کر دیا جاتا ہے، اور تم جب اپنے سر کے بال حلق کراتے ہو تو تمہارے لیے ہر بال کے بدلے جب وہ زمین پر گرتا ہے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، اور جب تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو تو تم اپنے گناہوں سے نکل جاتے ہو تم پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ''دلائل نبوت'' میں اور بزار وطبرانی نے، اور بزار کی سند کے جملہ راویوں کی توثیق کی، اور امام بیہقی نے بھی اس کو حسن قرار دیا ہے۔)

اس حدیث کو ہم نے ''دلائل نبوت'' سے لیا ہے۔ حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بزار اور طبرانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو۔

سفرِ حج وعمرہ اور جہاد میں وفات پانے والے کی فضیلت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ -أَوْ قَالَ: فَأَقْعَصَتْهُ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ، وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ، وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا. متفق عليه، واللفظ

للبخاري[1]. وفي رواية لمسلم: فإنه يبعث يوم القيام وهو يهلُّ. قوله: "فأقعصته" أي قتلته في الحال. ومعنى "يهلُّ" يرفع صوته بالتلبية.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صاحب عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گر پڑے اور اسی وقت انتقال کر گئے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو پانی سے اور بیری کے پتوں سے غسل دے دو اور ان کو دو کپڑوں میں کفن دے دو اور ان کو خوش بو نہ لگانا اور ان کا سر بھی نہ ڈھکنا، کیوں کہ قیامت کے دن ان کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ یہ تلبیہ پڑھ رہے ہوں گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ غَازِيًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْغَازِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رواه الطبراني في الأوسط. قال الهيثمي: وفيه جميل بن أبي ميمونة، وقد ذكره ابن أبي حاتم، ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلًا، وذكره ابن حبان في "الثقات"[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج کے لیے نکلا اور اس کو موت آگئی تو اس کو قیامت تک حج کرنے کا ثواب ملتا رہے گا اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور اس کو موت آگئی تو قیامت تک اس کو عمرہ کرنے کا ثواب ملتا رہے گا اور جو جہاد کے لیے نکلا اور اس کو موت آگئی تو قیامت تک اس کو جہاد کا ثواب ملتا رہے گا۔

حج وعمرہ میں مال خرچ کرنے کا ثواب:

عَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب كيف يكفن المحرم، رقم الحديث: ١٢٦٦، وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، رقم الحديث: ١٢٠٦

[2] مجمع الزوائد: ٣/٢٠٨، ٢٠٩

سَبِيْـلِ الـلّٰـهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ. رواه أحمـد وحسن إسنـاده المنذري في "الترغيب". [1]

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج میں خرچ کرنے کا ثواب اللہ کے راستہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرنے کے مانند ہے، ایک کا بدلہ سات سو کے برابر ہے۔

وَعَـنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ لَهَـا فِـي عُمْرَتِهَا: إِنَّ لَكِ مِنَ الْأَجْـرِ عَلَى قَدْرِ نَصَبِكِ وَنَفَقَتِكِ. رواه الـحـاكم وقال: صحيح على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي. [2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے میرے عمرہ کے بارے میں فرمایا کہ تمھیں اجر تمہاری مشقّت اور خرچ کے بقدر ملے گا۔

وَعَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: مَا أَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ، قِيْـلَ لِـجَـابِـرٍ: مَا الْإِمْعَارُ؟ قَالَ: مَا افْتَقَرَ. رواه الـطبـراني والبزار، ورجال البزار رجال الصحيح. [3]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حاجی فقیر نہیں ہوسکتا، حضرت جابر سے کسی نے "امعار" کا معنی پوچھا تو فرمایا کہ تنگ دست، یعنی حاجی تنگ دست نہیں ہوگا۔

تلبیہ پڑھنے کی فضیلت:

عَـنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه، عَـنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبّٰى مَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ مِنْ شَجَرٍ وَحَجَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَـاهُـنَـا وَهَـاهُـنَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ. رواه الـحـاكم وقال: هذا حديث

---

[1] مسند أحمد: ٣٥٤/٥، والترغيب: ١٢٤/٢ [2] المستدرك: ٤٧١/١

[3] مجمع الزوائد: ٢٨٠/٣

صحيح على شرط الشيخين، ورواه الترمذي وابن ماجه وزاد: أو مدر.[۱]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حاجی لبّیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ دائیں بائیں جو پتھر، درخت اور ڈھیلے ہوتے ہیں وہ بھی لبّیک کہتے ہیں، اور اسی طرح زمین کے ختم ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَا أَهَلَّ مُهِلٌّ قَطُّ وَلَا كَبَّرَ مُكَبِّرٌ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. رواه الطبراني بإسنادين، رجال أحدهما رجال الصحيح.[۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب بھی تلبیہ پڑھنے والا بلند آواز سے تلبیہ پڑھتا ہے یا تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا ہے تو اسے بشارت دے دی جاتی ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا جنّت کی بشارت دے دی جاتی ہے؟ فرمایا: ہاں!

بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کی ترغیب:

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ، فَإِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ. رواه ابن ماجه وابن خزيمة وابن حبان والحاكم وقال: صحيح الإسناد.[۳]

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اے محمد! اپنے صحابہ کو حکم کیجیے کہ تلبیہ بلند آوازوں سے پڑھیں، کیوں کہ یہ حج کی نشانیوں میں سے ہے۔

---

[۱] المستدرك: ٤٥١/١، وسنن الترمذي، كتاب الحج، باب فضل التلبية والنحر، رقم الحديث: ٨٢٨، وسنن ابن ماجه، كتاب المناسك باب التلبية، رقم الحديث: ٢٩٢١

[۲] مجمع الزوائد: ٢٢٤/٣

[۳] سنن ابن ماجه، كتاب الحج، باب رفع الصوت بالتلبية، رقم الحديث: ٢٩٢٣، وصحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٨٢٦، وموارد الظمآن، رقم الحديث: ٩٧٤، والمستدرك: ٤٥٠/١

وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ. رواه الترمذي وابن ماجه والحاكم وقال: صحيح الإسناد. "العج" العجيج بالتلبية، و"الثج" نحر البُدن.[۱]

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال زیادہ افضل ہیں؟ ارشاد فرمایا: بلند آوازوں سے تلبیہ پڑھنا اور اونٹوں کو نحر کرنا۔

تشریح: حدیثِ بالا سے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کی ترغیب ثابت ہوتی ہے۔

دورانِ طواف لغو باتوں سے پرہیز کرنے کی اہمیّت:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَحَلَّ فِيْهِ الْمَنْطِقَ، فَمَنْ نَطَقَ فَلَا يَنْطِقُ إِلَّا بِخَيْرٍ. رواه ابن حبان والحاكم وغيرهما.[۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کا طواف کرنا نماز (کی طرح) ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ تم اس میں بات کر لیتے ہو، لہٰذا جو بات کرنا ہی چاہے تو اچھی بات کے سوا دوسری بات نہ کرے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أُسْبُوْعًا لَا يَلْغُوْ فِيْهِ كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا. رواه الطبراني في "الكبير" ورجاله ثقات.[۳]

ترجمہ: محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کعبہ کے سات چکر پورے کیے اور اس دوران کوئی لغو حرکت نہیں کی تو اُسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

---

[۱] سنن الترمذي، كتاب الحج، باب ما جاء في فضل التلبية والنحر، رقم الحديث: ۸۲۷، وسنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية، رقم الحديث: ۲۹۲٤، والمستدرك: ۱/٤٥۱ [۲] الإحسان: ۹/۱٤۳، رقم الحديث: ۳۸۳٦، والمستدرك: ۲/۲٦۷ [۳] أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۰/۳٦۰، قال الهيثمي في "المجمع": ۳/۲٤٥: رجاله ثقات.

تشریح: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف کے دوران فضول باتوں اور فضول حرکتوں سے خصوصی طور پر باز رہنا چاہیے، کیوں کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں حق تعالیٰ شانہ کی خصوصی عنایات اور خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اگر بندہ یہاں پر بھی اپنے رب کی طرف توجہ نہ کرے اور فضول باتوں پر جائے تو کہاں جا کر اپنے رب کریم کی طرف توجہ کرے گا۔ لہٰذا دورانِ طواف نظر نیچی رکھتے ہوئے چلتا رہے اور ذکر اللہ میں مشغول رہے، اپنی نظر کی خصوصی حفاظت کرے، کسی عورت یا کسی امرد لڑکے پر نظر نہ پڑنے دے۔

علمائے کرام نے اثنائے طواف کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے کو بھی منع لکھا ہے، کیوں کہ ادب کا یہی تقاضا ہے کہ خشوع وخضوع کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں لیے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرے، اثنائے طواف کعبہ کی طرف دیکھنے سے اندیشہ ہے کہ کسی قدر سینہ کعبہ کی طرف ہو جائے، جب کہ طواف کی ابتدا سے لے کر آخر تک بائیں طرف کا کندھا کعبہ کی طرف ہونا لازمی ہے، اگر طواف کا کچھ حصّہ اس طرح کیا کہ سینہ یا پیٹھ کعبہ شریف کی طرف ہوگئی تو اتنے حصّہ کا طواف نہ ہوگا، آخری چکر میں مطاف سے نکلنے کی تیاری کرنے لگے تو آہستہ آہستہ اس طرح نکلے کہ پیٹھ کعبہ کی طرف ساتواں چکر ہونے سے قبل نہ ہونے پائے۔

مسئلہ: حالتِ طواف میں باوضو رہنا واجب ہے، کیوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں طواف کو نماز کی مانند قرار دیا۔ فرق صرف اتنا بتلایا کہ اس میں صرف اچھی بات کرنے کی اجازت ہے، اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جسم اور کپڑوں پر بھی کوئی نجاست نہیں ہونی چاہیے، پاک صاف حالت ہونی چاہیے۔

حجرِ اسود کو استلام کرنے کی فضیلت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الرُّكْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ، يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ. رواه ابن خزيمة.[1]

[1] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٧٣٥

تشریح: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف کے دوران فضول باتوں اور فضول حرکتوں سے خصوصی طور پر باز رہنا چاہیے، کیوں کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں حق تعالیٰ شانہ کی خصوصی عنایات اور خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اگر بندہ یہاں پر بھی اپنے رب کی طرف توجہ نہ کرے اور فضول باتوں پر جائے تو کہاں جا کر اپنے رب کریم کی طرف توجہ کرے گا۔ لہٰذا دورانِ طواف نظر نیچی رکھتے ہوئے چلتا رہے اور ذکر اللہ میں مشغول رہے، اپنی نظر کی خصوصی حفاظت کرے، کسی عورت یا کسی امرد لڑکے پر نظر نہ پڑنے دے۔

علمائے کرام نے اثنائے طواف کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے کو بھی منع لکھا ہے، کیوں کہ ادب کا یہی تقاضا ہے کہ خشوع وخضوع کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں لیے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرے، اثنائے طواف کعبہ کی طرف دیکھنے سے اندیشہ ہے کہ کسی قدر سینہ کعبہ کی طرف ہو جائے، جب کہ طواف کی ابتدا سے لے کر آخر تک بائیں طرف کا کندھا کعبہ کی طرف ہونا لازمی ہے، اگر طواف کا کچھ حصہ اس طرح کیا کہ سینہ یا پیٹھ کعبہ شریف کی طرف ہوگئی تو اتنے حصہ کا طواف نہ ہوگا، آخری چکر میں مطاف سے نکلنے کی تیاری کرنے لگے تو آہستہ آہستہ اس طرح نکلے کہ پیٹھ کعبہ کی طرف ساتواں چکر ہونے سے قبل نہ ہونے پائے۔

مسئلہ: حالتِ طواف میں باوضو رہنا واجب ہے، کیوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں طواف کو نماز کی مانند قرار دیا۔ فرق صرف اتنا بتلایا کہ اس میں صرف اچھی بات کرنے کی اجازت ہے، اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جسم اور کپڑوں پر بھی کوئی نجاست نہیں ہونی چاہیے، پاک صاف حالت ہونی چاہیے۔

حجرِ اسود کو استلام کرنے کی فضیلت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الرُّكْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ، يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ. رواه ابن خزيمة.[1]

[1] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٧٣٥

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس رکن کو (یعنی حجرِ اسود کو) اللہ (تعالیٰ) قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا، گواہی دے گا اس کے حق میں جس نے اس کا استلام حق کے ساتھ کیا ہو۔

تشریح: استلام سے مراد بوسہ دینا ہے اور حق کے ساتھ استلام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان و تصدیق کے ساتھ یہ استلام کیا ہو۔

تنبیہ: ازدحام یعنی ہجوم کے وقت حجرِ اسود کے استلام کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھے کہ دوسروں کو دھکے نہ دے، کیوں کہ استلام سنت ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، لہٰذا اگر استلام کا موقع نہ ہو تو اپنا ہاتھ حجرِ اسود پر لگا کر ہاتھ چوم لے، اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو دور سے اشارہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: الرُّكْنُ وَالْمَقَامُ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَوَاقِيْتِ الْجَنَّةِ، وَلَوْلَا أَنْ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. رواه الترمذي وابن حبان واللفظ له.[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ رکن اور مقام جنّت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اگر اللہ (تعالیٰ) ان کے نور کو نہ مٹاتا تو یہ دونوں مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دیتے۔

تشریح: رکن سے مراد ''حجرِ اسود'' ہے اور مقام سے مراد ''مقامِ ابراہیم'' ہے، مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر فرماتے تھے، یہ پتھر زینہ کا کام دیتا تھا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْحَجَرُ الْأَسْوَدُ يَاقُوْتَةٌ بَيْضَاءُ مِنْ يَوَاقِيْتِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّمَا سَوَّدَتْهُ خَطَايَا الْمُشْرِكِيْنَ، يُبْعَثُ يَوْمَ

[۱] أخرجه الترمذي في سننه، كتاب الحج، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن: ۲۱۷/۳، وابن حبان في صحيحه، الإحسان: ۱۰/۶

الْقِيَامَةِ مِثْلَ أُحُدٍ، يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ وَقَبَّلَهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا. رواه ابن خزيمة ورواه الترمذي مختصرًا قال: نزل الحجر الأسود من الجنة وهو أشد بياضًا من اللبن فسودته خطايا بني آدم. قال الترمذي: حديث حسن صحيح.[۱]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر اسود جنّت کے یاقوتوں میں سے سفید یاقوت ہے، مشرکین کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا، قیامت کے دن اس کو اُحد (پہاڑ) کے برابر اٹھایا جائے گا، اس کے لیے گواہی دے گا جس نے اس کا استلام کیا ہوگا اور بوسہ دیا ہوگا اہلِ دنیا میں سے۔

''ترمذی'' کی روایت میں ہے کہ حجرِ اسود جنّت سے نازل ہوا ہے اور وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پس بنی آدم کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا۔

حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے استلام کی فضیلت:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ لِابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: مَا لِي أَرَاكَ لَا تَسْتَلِمُ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ: الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ أَفْعَلْ فَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ اسْتِلَامَهُمَا يَحُطُّ الْخَطَايَا، قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَنْ طَافَ أُسْبُوْعًا يُحْصِيْهِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ لَهُ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَا رَفَعَ رَجُلٌ قَدَمًا وَلَا وَضَعَهَا إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ. رواه أحمد.[۲]

ورواه الترمذي بلفظ:

---

[۱] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ۲۷۳٤، وسنن الترمذي، كتاب الحج، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن، رقم الحديث: ۸۷۷

[۲] مسند أحمد: ۳/۲، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد: ۲٤۱/۳، وقال: رواه أحمد، وفيه ابن السائب وهو ثقة، ولكنه اختلط بهذا اللفظ.

إن أفعل، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن مسحهما كفارة للخطايا، وسمعته يقول: ومن طاف بهذا البيت أسبوعا فأحصاه كان كعتق رقبة، وسمعته يقول: لا يضع قدمًا ولا يرفع أخرى إلا حط الله عنه خطيئة، وكتب له بها حسنة. قال الترمذي: هذا حديث حسن.[1]

"أسبوعًا": سبعة أشواط.

ترجمہ: عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے والد کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ کیا بات ہے میں ان دونوں رکنوں حجر اسود و رکن یمانی کا استلام (بڑے اہتمام کے ساتھ) کرتے ہوئے دیکھتا ہوں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کرتا ہوں (تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے!) بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان دونوں کا استلام کرنا گناہوں کا گرا دینا ہے، اور میں نے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے طواف کے سات چکر کیے اور اچھی طرح اس کی گنتی کی تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اور میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طواف کرنے والا جو بھی قدم رکھتا ہے اور اٹھاتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔ یہ حدیث امام احمد نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور امام ترمذی نے اس حدیث کو مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کرتا ہوں (تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے!) بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ان دونوں کو ہاتھ لگانا گناہوں کا کفارہ ہے، اور میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ جس نے سات چکر اس گھر (یعنی بیت اللہ) کے لگائے تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملا، اور میں نے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ (طواف کرنے والا) جب ایک قدم رکھتا ہے اور دوسرا قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطا معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔

[1] سنن الترمذي، كتاب الحج، باب ما جاء في استلام الركنين، رقم الحديث: ۹۵۹

بیت اللہ میں داخل ہونے کی فضیلت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ دَخَلَ الْبَيْتَ دَخَلَ فِي حَسَنَةٍ وَخَرَجَ مِنْ سَيِّئَةٍ مَغْفُوْرًا لَهُ. رواه ابن خزيمة، ورواه البيهقي في "شعب الإيمان" بلفظ: دخول البيت دخول في حسنة وخروج من سيئة.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کعبہ میں داخل ہوا وہ نیکی میں داخل ہوا اور گناہ سے پاک ہوگیا، اس کی مغفرت کر دی گئی۔ اور بیہقی نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے کہ دخول البيت دخول في حسنة وخروج من سيئة.

حطیم میں داخل ہونا گویا کعبہ میں داخل ہونا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيْهِ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي الْحِجْرَ، فَقَالَ: صَلِّي فِي الْحِجْرِ إِنْ أَرَدْتِ دُخُوْلَ الْبَيْتِ، فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِّنَ الْبَيْتِ، وَلٰكِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوْهُ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ، فَأَخْرَجُوْهُ مِنَ الْبَيْتِ. أخرجه أبو داود والنسائي والترمذي وقال: هذا حديث حسن صحيح.[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کعبہ میں داخل ہونا چاہتی تھی، تاکہ اس میں نماز ادا کروں، تو رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم کعبہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو اس حطیم میں نماز پڑھ لو، کیوں کہ یہ کعبہ کا ایک حصہ ہے، لیکن تمہاری

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ٣٣٣/٤، وشعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث: ٤٠٥٣ وذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد": ٢٩٣/٣، وقال: رواه الطبراني في "الكبير" والبزار بنحوه، وفيه عبد الله بن المؤمل، وثقه ابن سعد وغيره وفيه ضعف. وقال المناوي ناقلًا عن المحب الطبري هو حسن غريب، فيض القدير: ١٢٤/٦

[2] سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب دخول الكعبة، رقم الحديث: ٢٠٢٨، وسنن النسائي، كتاب المناسك، باب الصلاة في الحجر، وسنن الترمذي.

قوم نے اس کو کعبہ بناتے وقت باہر کر دیا۔

فائدہ: حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ حطیم میں نماز پڑھنا کعبہ مشرفہ کے اندر نماز پڑھنے کی طرح ہے، کیوں کہ بقدر سات ہاتھ (تقریباً) یہ کعبہ کا حصّہ ہے، قریش نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو خرچ کی کمی کی وجہ سے اس حصّہ کو باہر کر دیا، حضور اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ کعبہ شریف کو قواعدِ ابراہیم علیہ السلام پر بنا دیا جائے، لیکن لوگ کیوں کہ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، اس لیے مصلحتاً اسی حال پر باقی رکھا، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں آں حضرت ﷺ کی تمنا وخواہش کے مطابق کعبہ شریف کی تعمیر کروائی اور حطیم کے حصّہ کو اندر داخل کر دیا، لیکن اس کے بعد عبدالملک کے زمانہ میں حجاج بن یوسف نے پھر اس کو ویسے ہی کر دیا جیسا کہ قریش نے بنایا تھا۔

طواف کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہونے کا بیان:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُنْزِلُ اللّٰهُ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى حُجَّاجِ بَيْتِهِ الْحَرَامِ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍ سِتِّيْنَ لِلطَّائِفِيْنَ وَأَرْبَعِيْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ وَعِشْرِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ. رواه البيهقي في "شعب الإيمان".[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر روز بیت اللہ کے حج کرنے والوں پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، (جن میں سے) ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس (کعبہ کو) دیکھنے والوں کے لیے۔

فائدہ: حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ مسجدِ حرام میں حاضری بڑی عظیم نعمت ہے، کیوں کہ اس مبارک مسجد میں حاضر ہونے والا یا تو طوافِ کعبہ میں مشغول رہے گا، یا نماز پڑھتا رہے گا، یا کعبہ مشرفہ کی طرف دیکھتا رہے گا اور ان تینوں حالتوں میں اللہ کی طرف سے رحمتیں اس پر

[1] شعب الإيمان، رقم الحديث: ٤٠٥١، وحسن الحافظ المنذري والحافظ الدمياطي إسناده، الترغيب والترهيب: ١٤٣/٢، والمتجر الرابح، ص: ٤١١

نازل ہوتی رہیں گی، کیا خوش نصیبی کی بات ہے!

عرفات میں حج کے لیے وقوف کرنے کی فضیلت کا بیان:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيُبَاهِي بِأَهْلِ عَرَفَاتٍ أَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَقُوْلُ لَهُمْ: انْظُرُوْا إِلَى عِبَادِي جَاؤُوْنِي شُعْثًا غُبْرًا. رواه أحمد وابن حبان والحاكم واللفظ له، وقال: صحيح على شرطهما ووافقه الذهبي.[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ (تعالیٰ) اہلِ عرفات کے بارے میں آسمان والوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دیکھو! میرے بندوں کی طرف میرے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور غبار آلودہ ہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: إِنَّ اللّٰهَ عزوجل لَيُبَاهِي الْمَلَائِكَةَ بِأَهْلِ عَرَفَاتٍ يَقُوْلُ: انْظُرُوْا إِلَى عِبَادِي شُعْثًا غُبْرًا.[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ عرفات کے بارے میں فرشتوں سے فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دیکھو! میرے بندوں کو کہ بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔

عرفات کے دن کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرنے کی فضیلت کا بیان:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ فُلَانٌ رَدِفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَجَعَلَ الْفَتَى يُلَاحِظُ النِّسَاءَ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ابْنَ أَخِي، إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ مَنْ مَلَكَ فِيْهِ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَلِسَانَهُ غُفِرَ لَهُ. رواه

[1] مسند أحمد: ٣٠٥/٢، ابن حبان، رقم الحديث: ٣٨٤١، والمستدرك: ٤٦٥/١، وذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد": ٢٥٢/٣، وقال: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح.

[2] مسند أحمد: ٢٢٤/٢

أحمد بإسناد صحيح وابن خزيمة أي أنه قال: كان الفضل بن عباس ﷺ رديف رسول الله ﷺ[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فلاں شخص عرفات کے دن آں حضرت ﷺ کے ردیف تھے (یعنی آں حضرت ﷺ نے اپنی اونٹنی پر ان کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا)۔ پس یہ نوجوان عورتوں کی طرف دیکھنے لگے، سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! بے شک یہ ایسا دن ہے کہ اس دن جس نے اپنے کانوں اور آنکھوں اور زبان کو قابو رکھا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

حلق کروانا قصر کروانے سے افضل ہے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ، قَالَ: وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ. رواه البخاري ومسلم وغيرهما.[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرنے والوں کی مغفرت فرما دیجیے۔ حاضرین نے کہا: قصر کرنے والوں کے لیے بھی مغفرت کی دعا فرما دیجیے، اس پر آں حضرت ﷺ نے پھر یہی دعا فرمائی کہ اے اللہ! حلق کرنے والوں کی مغفرت فرما دیجیے، حاضرین نے عرض کیا کہ قصر کرنے والوں کے لیے بھی مغفرت کی دعا فرما دیجیے، پھر بھی آں حضرت ﷺ نے یہی دعا فرمائی کہ اے اللہ! حلق کرنے والوں کی مغفرت فرما دیجیے، حاضرین نے عرض کیا کہ قصر کرنے والوں کے لیے بھی مغفرت کی دعا فرما

---

[1] مسند أحمد: ۳۲۹/۱، وصحيح ابن خزيمة: ۳۶۱/٤

[2] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، رقم الحديث: ۱۷۲۸، وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير، رقم الحديث: ۱۳۰۲، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث: ۳۰٤۳، ومسند أحمد: ۲۳۱/۲

دیجیے تو آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قصر کرنے والوں کی بھی مغفرت فرما دیجیے۔

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهِ رضي الله عنها: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً. رواه مسلم[1]

ترجمہ: ابن الحصین اپنی دادی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع میں حلق کرنے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا فرماتے ہوئے سنا اور قصر کرنے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

وَأَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِي قِصَّةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلٍ مِّنْ بَنِي ثَقِيْفٍ، وَأَمَّا حَلَاقُكَ رَأْسَكَ فَلَكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةٌ، وَتُمْحَى عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةٌ.[2]

وَأَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِي قِصَّةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلٍ مِنْ بَنِي ثَقِيْفٍ، وَأَمَّا حَلْقُكَ رَأْسَكَ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَعْرِكَ مِنْ شَعْرَةٍ تَقَعُ فِي الْأَرْضِ إِلَّا كَانَتْ لَكَ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[3]

ترجمہ: بزار حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک طویل حدیث میں ایک انصاری صحابی اور بنی ثقیف کے ایک صحابی کا قصہ روایت کرتے ہیں۔ اس طویل حدیث میں آں حضرت ﷺ نے انصاری صحابی سے فرمایا ہے کہ تمہارے بالوں کے حلق کرنے پر یہ فضیلت ہے کہ تمہارا جو بال بھی زمین پر گرے گا وہ قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہوگا۔

تشریح: احادیثِ بالا سے حلق کرنے والے کی فضیلت معلوم ہوئی اور قصر کروانا بھی بلا کراہت جائز ہے اور عورتوں کے لیے تو صرف قصر ہے، ان کے لیے حلق کروانا ممنوع ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير، رقم الحديث: ١٣٠٣

[2] قال الهيثمي في "مجمع الزوائد": رجال البزار موثقون، ٢٧٤/٣، وقد تقدم الحديث بطوله ص:١٩، ٢٣

[3] قال الهيثمي في "مجمع الزوائد": رواه الطبراني في "الأوسط"، وفيه محمد بن عبد الرحيم ابن شروس، وذكره ابن أبي حاتم ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلًا، ومن فوقه موثقون: ٢٧٧/٣

تنبیہ: قصر کروانا بلا کراہت جائز ہے اور اس میں بھی اجر ہے، اگر چہ حلق کروانے کے برابر نہیں ہے، لیکن قصر میں بعض لوگ غلطی کر جاتے ہیں، دوسروں کا دیکھا دیکھی چند بال کٹوا لیتے ہیں، یاد رہے کہ ایسا کرنے سے احرام سے نہیں نکل سکتے، اگر چہ کپڑے پہن لیں، جب تک کم از کم چوتھائی سر کے بال ایک پورا نہ کاٹ لیں احرام سے حلال نہیں ہو سکتے، احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہو سکتیں، لہٰذا اس کو خوب سمجھ لیں، اور بہتر یہ ہے کہ قصر کرنے والے پورے سر سے بال کٹوائیں۔

مطبوعات البشریٰ

قرآنی مطبوعات

- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۲۵) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (جی ۲۵) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (جی ۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۱۹) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (جی ۱۹) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۱۵) کارڈ کور
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۱۳) کارڈ کور
- الم پارہ (درمیانہ) کارڈ کور
- دس سورہ (مع اردو ترجمہ) (سورۂ فاتحہ تا لیل)
- سورۂ یٰس (درمیانہ، بڑا)
- تفسیر عثمانی (۲ جلد)
- قصص القرآن (اوّل تا چہارم) (۲ جلد)
- قرآن مجید حافظی سولہ سطری (۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی سولہ سطری (جی ۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی تیرہ سطری (۱۹) مجلد
- قرآن مجید حافظی تیرہ سطری (جی ۱۹) مجلد
- قرآن مجید (بیاضی برائے ترجمہ) مجلد
- دس پارہ (۱ تا ۱۰، ۱۱ تا ۲۰، ۲۱ تا ۳۰) مجلد
- پنج پارہ (درمیانہ، بڑا) مجلد
- سہ پارہ (درمیانہ، بڑا) مجلد
- عم پارہ درسی: الفاتحہ تا النبا (درمیانہ، بڑا)
- عم پارہ (درمیانہ، بڑا) کارڈ کور
- پنج سورہ (الکہف، السجدۃ، یٰس، الواقعۃ، الملک)
- تفسیر بیان القرآن (۳ جلد)

قاعدے

- نورانی قاعدہ (درمیانہ، بڑا)
- نورانی قاعدہ (۲ تختیاں کارڈ لیمی نیشن)
- اقرأ قاعدہ (درمیانہ، بڑا)
- اقرأ قاعدہ (۲ تختیاں کارڈ لیمی نیشن)
- بغدادی قاعدہ (درمیانہ)
- قاعدہ یسرنا القرآن (درمیانہ)
- نورانی قاعدہ (رنگین تجویدی)
- نورانی قاعدہ (لیمی نیشن)
- قاعدہ جمعیت (لیمی نیشن، درمیانہ، بڑا)
- قاعدہ جمعیت (۲ تختیاں کارڈ لیمی نیشن)
- قرآنی قاعدہ (درمیانہ)
- رحمانی قاعدہ (درمیانہ)

اوراد و وظائف

- الحزب الاعظم (ماہانہ مکمل) مجلد/جیبی
- الحزب الاعظم (ہفتہ وار مکمل) مجلد/جیبی
- منزل (جیبی، درمیانہ، بڑا)
- اشرف العملیات
- آسان نیکیاں (جیبی، درمیانہ)
- مناجات مقبول (جیبی، درمیانہ)
- مسنون دعائیں (جیبی، درمیانہ،
- حصن حصین (جیبی، بڑا)
- حزب البحر مع قصیدہ بردہ (مترجم
- زاد السعید (درمیانہ، بڑا)

دائمی نقشہ اوقات نماز و سحر و افطار

(برائے سندھ، پنجاب، خیبر پختون خوا) (کارڈ کیلنڈر)

چارٹ

- عملی طریقہ نماز مردانہ (تصویری)
- قواعد مخارج تجوید (تصویری)
- عملی طریقہ نماز مستورات (تصویری)
- چالیس مسنون دعائیں

www.maktaba-tul-bushra.com.pk
al-bushra@cyber.net.pk

من منشورات البشرى

ملونة مجلدة

الصحيح للبخاري
الجامع للترمذي (٥ مجلدات)
الموطأ للإمام محمد (مجلدين)
مشكاة المصابيح (٤ مجلدات)
التبيان في علوم القرآن
مسند الإمام الأعظم
ديوان الحماسة
مختصر المعاني (مجلدين)
البلاغة الواضحة
الهدية السعيدية
رياض الصالحين
القطبي
المقامات الحريرية
أصول الشاشي
شرح التهذيب
تعريب علم الصيغة مع التمارين
تعليم الصيغة تعريب علم الصيغة
التسهيل الضروري
النحو الواضح (المدارس الابتدائية والثانوية)
المنهاج في القواعد والإعراب
مجموعة القواعد الفقهية
الجوهرة النيّرة
الأحاديث المنتخبة

الصحيح لمسلم (٧ مجلدات)
الموطأ للإمام مالك (٣ مجلدات)
الهداية (٨ مجلدات)
تفسير البيضاوي
تفسير الجلالين (٣ مجلدات)
شرح العقائد النسفية
آثار السنن
الحسامي
الديوان للمتنبي
نور الأنوار (مجلدين)
شرح ملّا جامي
شرح الوقاية (آخرين)
كنز الدقائق (٣ مجلدات)
نفحة العرب
مختصر القدوري
نور الإيضاح
تيسير مصطلح الحديث
تسهيل الوصول إلى علم الأصول
اللّباب في شرح الكتاب
التلخيصات العشر
زجاجة المصابيح

ملونة كرتون مقوي

شرح نخبة الفكر
التاريخ الإسلامي
متن الأربعين
شرح عقود رسم المفتي
متن العقيدة الطحاوية
متن الكافي
المعلقات السبع
هداية الحكمة
كافية
مبادئ الأصول
زاد الطالبين
هداية النحو (متداول)
شرح مائة عامل

السراجي
الفوز الكبير
تلخيص المفتاح
مبادئ الفلسفة
دروس البلاغة
تعليم المتعلم
هداية النحو (مع التمارين)
المرقاة
إيساغوجي
عوامل النحو
تسهيل البيان
مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه
أصول التخريج ودراسات الأسانيد

كتب تحت الطباعة

شرح معاني الآثار
كتاب الآثار

سنن أبي داود

Other Languages

Riyad Us Saliheen (Spanish) (H. Binding)
Fazail-e-Aamal (German)
Muntakhab Ahadis (German)

To Be Published Shortly Insha Allah

Al-Hizb-ul-Azam (French) (Coloured)

Book in English

Tafsir-e-uthmani (Vol. 1, 2, 3)
Lisaan-ul-Quran (Vol. 1, 2, 3)
Key Lisaan-ul-Quran (Vol. 1, 2, 3)
Al-Hizb-ul-Azam (Large) (H. Binding)
Al-Hizb-ul-Azam (Small) (Card Cover)
Aasan Namaz (P.B) (U/P)
Muntakhab Ahadis
Fazail-e-Aamal

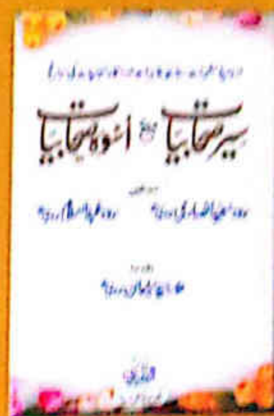
www.maktaba-tul-bushra.com.pk
al-bushra@cyber.net.pk


حیاۃ الصحابہ

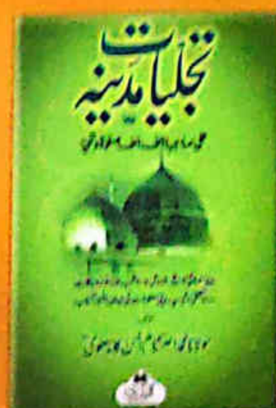
خاتم الانبیاء

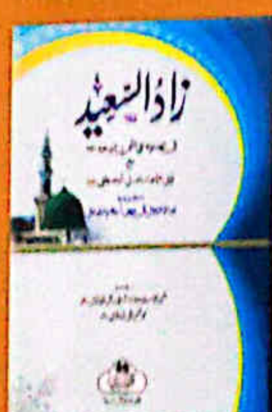
قصص القرآن

حج وعمرہ

مسائل حج

سیر صحابیات
اسوہ صحابیات

معلم الحجاج

فضائل مدینہ منورہ

تجلیات مدینہ

الحزب الاعظم

زاد السعید

حج کا طریقہ